ام عبد اللہ

مغربی خواتین کی آزادی، حقیقت یا فریب!

پاکستان میں آزادیٔ نسواں کے نام پر مغرب زدہ خواتین دراصل لادینیت، فحاشی و عریانی اور حیا باختگی کو فروغ دے رہی ہیں۔ یہ بے پردہ اور بے حیاء عورتیں دراصل یہود و نصاریٰ کی تہذیب و ثقافت سے مرعوب اور اس کی نمائندہ ہیں۔ ذیل کے مضمون میں یورپ کے نام نہاد دعویٰ آزادیٔ نسواں کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ اس تناظر میں پاکستانی عورت یہ سمجھنے کی کوشش کرے کہ اسلام نے عورت کو جو فطری حقوق عطاء کئے ہیں وہ دنیا کے کسی بھی معاشرے اور نظام نے عورت کو نہیں دیئے اسلام نے عورت کو گھر کی حاکمہ بنایا ہے تو یورپ نے بازار کی زینت۔ یہ مضمون دعوت فکر بھی ہے اور مرقع عبرت بھی (ادارہ)

مغربی ممالک میں خواتین کی آزادی کے بارے میں بہت چرچا ہے، وہاں اس کے لئے آئے دن جلسے جلوس منعقد ہوتے رہتے ہیں، انگریزی فلمیں دیکھ کر اور وہاں کی خبریں سن کر ہمارے یہاں کی خواتین سوچتی ہیں کہ کاش ہم بھی امریکہ میں پیدا ہوئے ہوتے، تو کتنا اچھا تھا، نہ تو چولھے ہانڈی کی محنت کی ہوتی، نہ بچوں کی فکر کرنی پڑتی، سارے کام مشینوں سے ہو جایا کرتے، خوب سیر سپاٹے ہوتے، اور زندگی میں لطف ہی لطف ہوتا، ہماری خواتین کے ذہن میں یہ خیال بیٹھا ہوا ہے کہ امریکی خواتین قطعی آزاد اور سکھی ہیں، مگر حقیقت کچھ اور ہی ہے، جس طرح ایک غریب شخص کو خواہ وہ پاکستان میں ہو یا ہندوستان میں بھوک، محرومی، افلاس اور معاشی بدحالی کا شکار ہونا پڑتا ہے، اسی طرح خواتین خواہ کسی خطۂ ارض میں ہوں، کسی بھی عہدہ پر کام کرتی ہوں، کسی طبقہ سے تعلق رکھتی ہوں، ان کی جسمانی کمزوری، نزاکت، اوصاف نسواں کا ناجائز فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ان کا استحصال ہوسکتا ہے، اس سے کوئی بھی ملک مُبرا نہیں امریکی خواتین بھی استحصال کا شکار ہیں، امریکہ میں مردوں کی نسبت خواتین کی تعداد ۵ فیصد یعنی مردوں سے ۲ فیصد زیادہ ہونے پر ان کی حیثیت دوسرے درجہ کی ہے۔

سب سے پہلے ملازم پیشہ یا برسرِ روزگار خواتین کو لیں جو عام طور پر ماڈرن خواتین ہیں، تو یہ واضح ہو جائے گا کہ برسر روزگار خواتین کی حالت بھی اطمینان بخش نہیں، کیوں کہ:

ملازمت پیشہ خواتین میں ۹۶، ۹۷ فیصد خواتین پرسنل سکریٹری کے عہدہ پر کام کرتی ہیں، ان میں سے بہت سی ٹائپسٹ ہیں۔

دیگر ملازمت کرنے والی خواتین میں ۶۰ فیصد سیلز گرل، ہیئر ڈریسرز بیوٹیشنز یا ہوٹلوں میں بیرا گری کا کام کرتی ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہاں اعلیٰ عہدوں پر فائز خواتین کی تعداد بہت کم یعنی ۲، فیصد ہے، جو کمپنیوں میں ڈائریکٹر اور افسران ہیں۔ دیگر خواتین کو سٹیپرس، کلرک، ٹائپسٹ وغیرہ کے عہدوں پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔

یہ تو بات تھی ملازمت کرنے والی خواتین کی بابت، آمدنی کے لحاظ سے بھی مغربی ممالک میں آزادیٔ نسواں کے بارے میں حالت کچھ ایسی ہے جہاں، ۲۲ فیصد مردوں کی سالانہ آمدنی ۱۰،۰۰۰ سے ۱۵،۰۰۰ ڈالر تک ہے، وہاں صرف ۴ فیصد ملازم پیشہ خواتین اتنا کما پاتی ہیں، ورنہ ان کی آمدنی اطمینان بخش نہیں ہے، کئی حالتوں میں تو ایک جیسا کام کرنے پر بھی عورت کو مرد کے مقابلہ میں کم پیسہ ملتا ہے، جیسے ڈلیوری کرنے والی پوری طرح ٹرینڈ خاتون نرس کے مقابلہ یہی کام کرنے والے مرد کو ۸٪-۵ زائد معاوضہ دیا جاتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملازمت کرنے والی خواتین مردوں کے برابر کام کرتے ہوئے بھی معاشی استحصال کا شکار ہیں، ان کے ساتھ بے جا امتیاز برتا جاتا ہے۔

برسرروزگار خواتین اور خاندان:

عام طور پر برسرروزگار خواتین یہ شکایت کرتی رہتی ہیں کہ وہ گھر اور دفتر کی چکی کے دو پاٹوں کے بیچ پس کر رہ جاتی ہیں، ان کے پاس خود کے لئے کوئی کام نہیں رہتا، کیونکہ سارا دن دفتر اور صبح و شام گھر کا کام اور بچوں کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے، یعنی انہیں دوہری زندگی جینا پڑتی ہے، ایک ملازم عورت کی اور دوسری خانہ دار عورت کی۔ اس کے برعکس مرد ایک آزاد پنچھی کی طرح زندگی بسر کرتا ہے، انہیں گھر کے کاموں سے نہ تو کوئی سروکار ہوتا ہے، اور نہ ہی دلچسپی، انہیں تو اگر بازار سے ہی کچھ لانے کو کہہ دیا جائے تو ناک بھوں سیکڑتے ہیں، نتیجتاً عورتوں کو ہی گھر کا سارا کام اور بچوں کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے، اس گھری مصروفیت و عدیم الفرصتی کے سبب وہ ہمیشہ تناؤ کا شکار رہتی ہیں۔ ملازمت پیشہ خواتین کی یہ شکایت محض ہمارے ملک میں ہی نہیں، بلکہ امریکہ میں بھی خواتین کی حالت کچھ ایسی ہے، امریکہ میں ۱۶ فیصد ملازمت پیشہ خواتین شادی شدہ ہیں، اس لئے انہیں امور خانہ داری کی ذمہ داریاں بھی نبھانا پڑتی ہیں۔

ملازمت کرنے والی خواتین کے بچے اگر بڑے ہیں تب تو کام چل جاتا ہے، کیوں کہ اسکول جانے والے بچے اپنی ذمہ داری کچھ حد تک خود سنبھال لیتے ہیں، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ۸۰ فیصد خواتین ایسی ہیں جو کہ چھ سال سے کم عمر بچوں کو چلڈرن ہوم یا چلڈرن کیئر سینٹرز پر چھوڑ کر کام پر جاتی ہیں۔

امریکی گورنمنٹ کے لاشدہ کیئر سینٹرز کی خدمات بھی سب کو پسند نہیں ہے، محض ۱۶، فیصد بچوں کو ہی ایسی سہولیات فراہم ہیں، باقی ۸۴ فیصد بچوں کی دیکھ بھال کے لئے ملازمت پیشہ خواتین کو خود سے طے کرنا پڑتا ہے، کہ بچوں کی نگرانی وہ کس کے ذمہ سپرد کریں اور دفتر جائیں۔ اس کا خرچ بھی ان کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

اگر مقدمہ بازی یا کسی دوسری وجہ سے مرد کو بچے کی دیکھ بھال سونپ دی گئی ہو تو بھی دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ مرد اس ذمہ داری کو نبھانے میں ناکام رہتے ہیں، ایک سروے سے پتہ چلا ہے کہ جن شوہروں کو بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری کے عدالتی احکامات دیئے گئے تھے، ان میں سے ۶۸ فیصد شوہروں کو پہلے ہی سال میں اس عدالتی حکم کی خلاف ورزی کرنے کا خطاوار پایا گیا۔

عورت کی خانگی حیثیت:

یہ صحیح ہے کہ امریکہ میں ایک خانہ دار خاتون کی حالت ہمارے ملک کی خواتین سے بہتر ہے پھر بھی مردوں کے مقابلہ میں وہ ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

اعلیٰ طبقہ کے امیر گھرانوں کی یا پھر تعلیم یافتہ بیدار خواتین کی بات چھوڑیں تو بھی یہی خواتین کا استحصال ہوتا ہے، ان کو مردوں کی سرپرستی قبول کرنا ہی پڑتی ہے۔ کیونکہ صورتحال یہ ہے کہ صرف ۳۶ فیصد غیر سفید فام، ۲۱ فیصد ہسپانوی اور ۱۱ فیصد سیاہ فام خاندانوں کی خواتین ہی سرپرست ہیں۔ یہ تعداد بہت کم ہے لہذا فطری بات ہے کہ ان خاندانوں کے علاوہ دیگر خاندانوں میں مردوں کو ہی سبقت حاصل ہے۔

ان خاندانوں میں بھی جن کی سربراہ خواتین ہیں ان کی حالت بھی اطمینان بخش نہیں ہے، یہاں گھر چلانے کے لئے خواتین کی آمدنی ۵۰ فیصد تک کم ہوتی ہے۔ لہذا انہیں معاشی تنگ حالی سے گزرنا پڑتا ہے۔

اکیلے رہنے والی خواتین:

یہ سچ ہے کہ امریکہ میں طلاق کے قانون میں بہت چھوٹ ہے۔ ذرا سی ان بن پر ہی گڈ بائی کہہ کر شوہر کے گھر کو خیر باد کر دیا اور تنہا رہنے چل پڑیں، لیکن اکیلے رہنا وہاں بھی آسان نہیں۔ سماجی عدم تحفظ کے ساتھ ساتھ معاشی جدوجہد تو کرنی پڑتی ہے۔ اگر بچے بھی ہوں تو حالت اور بھی پریشان کن ہوتی ہے کیونکہ شوہر کی طرف سے ملنے والا گذارہ الاؤنس اگر پورا نہ پڑے تو طلاق شدہ عورت کو خود ہی دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ بسر اوقات کس طرح کرے؟۔

کنواری اور بیوہ خواتین کی حالت بھی بہتر نہیں وہ کافی خستہ حالی میں زندگی گذارتی ہیں، ایک جائزہ کے مطابق ۵۰ فیصد ایسی خواتین غربت ہی میں زندگی گذارتی ہیں۔ غنڈہ گردی، زنا بالجبر کی واردات اور سڑکوں پر چلتے ہوئے فقرہ بازی کے معاملات وہاں بھی یہاں سے کم نہیں۔ بلکہ زیادہ ہیں اس لئے سماجی تحفظ کی کمی ہے۔

ان سب سے ظاہر ہے کہ امریکہ میں بھی عورت کا ہر سطح پر خوب استحصال ہوتا ہے، بھلے ہی یہ

استحصال معاشی ہو، خانگی ہو یا سماجی، اس کی حالت دوسرے درجہ کی ہی رہتی ہے، مرد ہر جگہ برتر ہے خواہ وہ امریکہ ہو یا کوئی اور جگہ۔

آخر یہ سب کیوں ہے؟ اس پر بحث کرنا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا، کیونکہ آج کی عورت کتنی ہی آزاد ذہن اور روشن خیال کیوں نہ ہو، اور اس نے یہ آزادی بے شک کتنی جدوجہد کے بعد ہی کیوں نہ حاصل کی ہو وہ اس بات سے منکر نہیں ہو سکتی کہ اسے کسی نہ کسی سطح پر خواہ وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو مرد سے دبنا پڑتا ہے، اس کی برتری قبول کرنا پڑتی ہے، خواہ وہ مجبوری سے ہی قبول کرے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک بنک کی افسر خاتون جب گھر جا کر بچوں کو پڑھاتی ہے، گھر کا سارا کام کرتی ہے تو اسے آزادیٔ نسواں کے نعرے کھوکھلے اور بے حقیقت لگتے ہیں۔ تب اسے اپنی کمزوری کا زبردست احساس ہونے لگتا ہے اور وہ سوچنے لگتی ہے کہ اس کی حقیقت ایک ایثار کرنے والی ذمہ دار خاتون خانہ اور ممتا کی دیوی بننے ہی میں ہے، اور یہ نام نہاد بے حقیقت آزادی محض فریب کے سوا اور کچھ نہیں، اس کے وجود کی معنویت اور اس کا مقام اس آزادی سے بہت اوپر کی چیز ہے، اور یہی سچائی ہے، قدم قدم پر وہ مرد کے لئے کیا کچھ نہیں کرتی کیا مرد اس کے جذبہ ایثار سے انکار کر سکتا ہے؟۔

حقوق نسواں کی علمبردار اسپین میں عورتوں کا حال:

"گھروں میں عورتیں تشدد اور سختی کا شکار" شکایات کی تعداد ۲۶ ہزار تک پہنچ گئی، اسپین کے شہر میڈرڈ میں زندگی کے مختلف مراحل میں عورتوں پر مظالم کے عنوان سے قائم ہونے والے ایک مذاکرے سے خطاب کرتے ہوئے ایک خاتون اسکالر "ایلنا اور تربا" نے کہا کہ عورتوں کے ساتھ گھروں میں ہونے والی بدسلوکی سڑکوں پر اور چوری کے دوران ہونے والی زیادتیوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

"ایلنا اور تربا" نے مزید کہا کہ گھروں میں بدسلوکی اور زیادتی ۱۹۹۷ء کے مقابلہ میں ۱۹۹۸ء میں زیادہ ہوئی ہے، ۱۹۹۷ء میں پولیس کی ملنے والی شکایات کی تعداد ۲۴۴۶۹ تھی، ۱۹۹۸ء میں اس تعداد میں اضافہ ہو کر ۲۶ ہزار تک پہونچ گئی۔ "ایلنا اور تربا" نے خیال ظاہر کیا کہ پانچ سے دس فیصد تک خواتین ذمہ داروں تک اپنی شکایات پہنچا پاتی ہیں، اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں اپنے گھروں کے اندر سخت اور تشدد کا شکار زیادہ رہتی ہیں، بہ نسبت کسی اور جگہ کے، اسپین یورپ کے ترقی یافتہ اور ترقی پسند ممالک میں سے ایک ہے، جہاں مساوات کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے اسی اسپین کی یہ بات ہے کہ عورتیں اپنے گھرو میں محفوظ نہیں، ان پر گھروں میں تشدد کیا جاتا ہے، اور نفسیاتی طور پر انہیں ہراساں کیا جاتا ہے۔

(بہ شکریہ ماہنامہ "بانگِ درا" لکھنؤ جولائی ۱۹۹۹